پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب
ترجمہ ۔ عطاء الرحمن ثاقب

سود کے نقصانات

گذشتہ سے پیوستہ

سود بے روز گاری میں اضافے کا سبب ہے

جس طرح سود مہنگائی میں اضافے کا سبب ہے اسی طرح سود سے بے روز گاری میں بھی اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ سرمایہ دار طبقہ جب صنعت و زراعت میں سرمایہ انوسٹ کرنے کی بجائے اسے سود پر قرض دینے کو ترجیح دیتا ہے تو لامحالہ صنعتی ' زرعی اور تجارتی اداروں کے قیام میں کمی واقع ہوتی ہے اور کام کرنے کے مواقع انتہائی محدود ہوتے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں سودی لین دین والا معاشرہ بے روز گاری کی لپیٹ میں آ جاتا ہے ۔ مغربی ممالک میں بے روز گاری کے اسباب کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات مزید واضح ہو جاتی ہے ۔ باوجود اس کے کہ ان ممالک میں صنعتی ترقی عروج پر ہے اور بے روزگاری کے خاتمے کے لئے بہت سی تدابیر بھی اختیار کی گئی ہیں مگر بے روز گاری کا مسئلہ جوں کا توں ہے ۔ The Europe year book 1983 میں ہے ۔

" فرانس میں بے روز گاری کا مسئلہ معاشرتی و سیاسی اعتبار سے انتہائی نازک صورت اختیار کر چکا ہے ۔ اگست 1982 میں بے روز گاروں کی تعداد 2049000 تھی یعنی ٪ 9.5 حالانکہ حکومت نے اقتصادی مشکلات پر قابو پانے کے لئے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی " ۔ (۱)

بلجیکا کے متعلق اس کتاب میں ہے " 1978 سے اب تک بلجیکا کے بنیادی مسائل میں عوامی اخراجات ' بلجیکی فرانک کی قیمت میں مسلسل کمی اور بے روز گاری سرفہرست ہیں ۔ مئی سنہ 1982 میں بے روز گاری کا تناسب ٪ 12.8 تھا ۔ حالانکہ حکومت نے بے روز گاری کے خاتمے کے لئے منصوبہ بندی بھی شروع کر رکھی ہے اور کام کے اوقات میں بھی بعض کمپنیوں نے کمی کر دی ہے " ۔ (۲)

برطانیہ کے متعلق اس کتاب میں ہے کہ " وہاں بے روز گار کی تعداد 3300000 تک پہنچ چکی ہے ورکنگ آبادی کا ٪14 ہے " ۔ (۳)

امریکہ کے متعلق یہ کتاب بتاتی ہے کہ " 1982 میں امریکی معیشت کمزور ہونا شروع ہو گئی تھی اور دسمبر تک بے روز گاری کا تناسب ٪ 10.8 تک پہنچ گیا تھا " ۔ (۴)

ان ممالک کی حکومتیں بے روز گاری کے لئے خاتمے حتی المقدور کوشش کے باوجود بھی اس پر قابو نہیں پا سکیں اور یہ ممکن بھی کیسے ہے جب تک کہ اس کے سبب (سود) کو ختم کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ؟

بعض مغربی مفکرین نے بے روز گاری اور سودی لین دین میں باہمی ربط کو بیان کیا ہے ۔ کینز کہتا ہے " ہمارے مفادات کا تقاضا ہے کہ ہم سود کی شرح میں اس حد تک کمی کر دیں کہ سب لوگوں کو روز گار فراہم کیا جا سکے " ۔ (۵)

سود قرضداروں کی پریشانیوں میں اضافہ کرتا ہے

بظاہر یوں لگتا ہے کہ سودی نظام قرضداروں کے لئے مفید و معاون ہے کیونکہ وہ قرضہ حاصل کر کے اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکتے ہیں لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ سودی قرضے قرضداروں کی پریشانیوں کو ختم کرنے کی بجائے ان میں اضافے کا سبب بنتے ہیں ۔ کسی نے خوب کہا ہے

" Credit hold the borrower just as the rope holds the hanged " سودی قرضداروں کی اسی طرح مدد کرتا ہے جس طرح رسی سولی پر لٹکائے جانے والے شخص کی مدد کرتی ہے " ۔ (۶)

سودی شرح کا تناسب بہت زیادہ ہے ۔ مثلاً برطانوی قانون کے مطابق اگرچہ ذاتی اخراجات کے لئے حاصل کیے گئے قرضوں پر ٪ 48 سے زیادہ سود لینا غیر قانونی ہے ۔ (۷)

مگر قرض خواہ اس نسبت سے کہیں زیادہ سود اخذ کرتے ہیں ۔

Sir Mackenzie Chalmers نے سود کے اثرات کا جائزہ لینے کے لئے تشکیل دی جانے والی برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا " پتہ چلا ہے کہ لیور پول میں 100 کے قریب سود خور دولت مند خواتین سالانہ ٪ 433 سود لیتی ہیں " ۔

بلکہ لیور پول کی کمیٹی کی تحقیق کے مطابق " سود کی شرح ٪ 433 سے بڑھ کر ٪ 860 اور ٪ 1300 تک پہنچ چکی ہیں " ۔ (۸)

ایک " مہذب " ملک برطانیہ میں اگر سود خوروں کے حرص و طمع کا عالم ہے تو دیگر ممالک سے کیا توقع کی جا سکتی ہے ؟ ۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ جب کوئی قرض دار سود خوروں کے جال میں جا گرتا ہے تو ساری زندگی اس سے نجات نہیں پا سکتا ۔ بعض اوقات اسے قرض کی اصل رقم سے بھی زیادہ سود ادا کرنا پڑتا ہے اور قرض کی رقم ابھی تک اس کے ذمہ واجب الاداء ہوتی ہے ۔ انڈیا کے سرکاری زرعی کمیشن نے قرضداروں کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا تھا "کسان جب پیدا ہوتا ہے تو وہ مقروض ہوتا ہے اور جب تک زندہ رہتا ہے مقروض رہتا ہے حتی کہ جب مرتا ہے تب بھی مقروض ہوتا ہے " ۔ (۹)

علمائے اسلام نے مغربی مفکرین سے بھی قبل سود کے ان نقصانات کا اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے ۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں " ربا النسیئہ سود کی بڑی قسم ہے ۔ جاہلیت میں سود کی یہی قسم رائج تھی ۔ اس صورت میں قرض دینے والا مدت کے عوض سود اخذ کرتا ہے ۔ سود کی ادائیگی میں جتنی تاخیر ہوتی جائے گی اتنا ہی اس کی شرح میں اضافہ ہوتا جائے گا ۔ اس صورت میں سینکڑوں کی رقم کا سود ہزاروں تک جا پہنچتا ہے ۔ اس صورت پر عمل کرنے والوں کا تعلق عموماً غریب طبقہ سے ہوتا ہے وہ قرض خواہ کے مطالبوں اور تقاضوں سے بچنے کے لئے سود کی شرح میں اضافے کو بامر مجبوری قبول کر لیتا ہے اور یوں نفسیاتی الجھنوں اور اعصابی دباؤ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے ۔ اور یہ کسی کا مال باطل طریقے سے کھانے کی بد ترین شکل ہے لہٰذا سود کی حرمت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا

احسان ہے "۔ (۱۰)

شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں " سود کی اس قسم پر عمل کرنے والے عموماً غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں ۔ وہ قرض کی رقم ادا نہیں کر سکتے اور یوں ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اس سے بچاؤ کی کوئی صورت انہیں نظر نہیں آتی "۔ (۱۱)

اس اعصابی دباؤ کا یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کی کام کرنے کی قوت سلب ہو جاتی ہے اور مکمل رغبت کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف نہیں رہ سکتے ۔ انہیں یہ خدشہ رہتا ہے کہ ان کی ساری کمائی سود کی نذر ہو جائے گی ۔ یہ نفسیاتی الجھن ان کی پروڈکشن پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہے جس کا اثر سارے معاشرے پر پڑتا ہے ۔